www.KitaboSunnat.com

حدیث و سنت

شیخ الحدیث مولانا محمد عبدہ الفلاح

امام بخاریؒ اور الجامع الصحیح

الجامع الصحیح' روایات اور نسخے

صحیح بخاری کی شہرت اور محدثینِ وقت اور اساتذہ فن کی توثیق تو مصنفؒ کی زندگی میں ہوچکی تھی اور فربری کی روایت کے مطابق نوے ہزار اہل علم مؤلف الجامع سے اس کا سماع کرچکے تھے اور کسی کتاب کا مصنف کی زندگی میں اس قدر مقبول ہو جانا صاحبِ کتاب کی خوش نصیبی اور کتاب کی عظمت کی دلیل ہے۔

تاہم مصنف سے اتصالِ سند کے ساتھ جو روایات اور نسخے ہم تک پہنچے ہیں وہ بقول ابن حجر رحمہ اللہ پانچ ہیں۔ ان پانچ روایات کے علاوہ کچھ دیگر روایات بھی ہیں جن پر اعتماد ہوسکتا ہے۔

(۱) روایت ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن مطر بن صالح بن بشر الفربری الشافعی (۲۳۱۔۳۲۰ھ) موصوف نے اولاً اپنے قصبہ "فربر" میں علی بن خشرم اور دیگر محدثین سے سماع کیا' پھر امام المحدثین سے "الجامع الصحیح" کا سماع کیا۔ ابن خیر مالکی لکھتے ہیں:

سمع الفربری الکتاب من البخاری مرتین، مرة بفربر ۲۴۸ ومرة ببخاری

"فربری نے امام بخاری سے دو مرتبہ بخاری کا سماع کیا ایک مرتبہ فربر میں ۲۴۸ھ اور ایک مرتبہ بخارا میں" ۴۱

---

(۴۱) فہرستہ ابن خیر ص ۹۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

یہی بات ابن السمعانیؒ نے سالوں کی قید کے ساتھ لکھی ہے ۴۲۔ علامہ فربری نے الجامع الصحیح کا تین مرتبہ سماع کیا' یعنی ۲۴۸ھ و ۲۵۳ھ اور ۲۵۵ھ میں اور پھر فربری سے ایک بڑی جماعت نے روایت کی ہے۔

پھر ابن طاہر الفتنیؒ "مجمع البحار الانوار" میں لکھتے ہیں : ۴۳۔

سمع منه جامعه تسعون الفاً ولم یبق سوی الفربری قرء علیه صحیحه ثلاث مرات

ابن خلکان نے فربری کو آخری راوی قرار دیا ہے' جو دوسروں کی وفات کے بعد الجامع کی روایت کرتے رہے۔ چنانچہ ان کے الفاظ ہیں : ۴۴۔

وھو آخر من روی الصحیح عن البخاری

"اور یہ آخری روای ہیں جنھوں نے امام بخاریؒ سے بخاری روایت کی"

لیکن حافظ ابن حجر نے اس پر تنقید کی ہے اور لکھا ہے کہ آخری راوی ابو طلحہ البزدوی ہیں اور علامہ فربری کے بعد کئی سال تک زندہ رہے ہیں ۴۵۔ اور فربری کے نسخہ میں بعض روایات علو کے ساتھ بھی ہیں۔ مثلاً" موسیٰ اور خضر کا قصہ' علی بن خشرم عن سفیان بن عیینہ' حمویؒ کی روایت میں یہ موجود ہے۔ پس فربری کو علی بن خشرم سے سماع حاصل ہے اور حموی کا سماع ۳۱۵ھ کا ہے اس کے برعکس المستملیؒ نے ۳۱۴ھ کو فربری کی طرف رحلت کی۔ اور ابو زید المروزیؒ کی ۳۱۸ھ میں ہے۔ اور الکشمیہنیؒ نے ۳۲۰ھ میں سماع کیا۔

فربری سے رواۃ

علامہ فربری سے ۹ معروف رواۃ نے الجامع الصحیح کی روایت کی ہے جو متصل اسانید کے ساتھ ہم تک پہنچی ہیں۔

(۱) ابو علی سعید بن عثمان بن السکن المتوفی ۳۵۲ھ
(۲) ابو اسحاق ابراہیم بن احمد المتوفی ۳۷۶ھ
(۳) ابونصر احمد بن محمد الخسیکتیؒ المتوفی ۳۷۶ھ
(۴) ابوزید المروزی الفاشانی الفقیہ محمد بن احمد المتوفی ۳۷۱ھ سمع الصحیح ۳۱۸ھ

(۴۲) الانساب ۹/۲۶۱
(۴۳) مجمع البحار ۳/۵۲۴ لکھنؤ ہند
(۴۴) وفیات ۴/۲۹۰
(۴۵) مقدمہ فتح الباری' النبلاء ۱۵/۱۰' شذرات ۲/۲۴۶' تاج العروس (فربر) الانساب ۹/۲۶۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۵) الشبوی: ابو علی محمد بن عمر بن شبویہ المروزی المتوفی ۳۷۸ھ
(۶) ابو احمد محمد بن محمد الجرجانی المتوفی ۳۶۶ھ
(۷) ابو احمد عبداللہ بن احمد بن حمویہ السرخسی (۲۹۳ - ۳۸۱) سمع الصحیح ۳۱۵ھ
(۸) ابوالہیثم محمد بن مکی ا لکشمیہنیؒ المتوفی ۳۸۹ھ
(۹) اسماعیل بن محمد بن احمد بن حاجب الحاجبی م ۳۹۱ھ

علاوہ ازیں فربری سے رواۃ کے مزید نام بھی ملتے ہیں جو تراجم کی کتابوں میں مذکور ہیں اور ہم نے اسانید حافظ ابن حجر میں ان کے تراجم ذکر کیے ہیں۔ منجملہ ان کے محمد بن احمد بن مت الا شیخنی ہیں، جنہوں نے ۳۷۰ھ میں بخاری کا سماع کیا ہے ۴۶۔ اور ابولقمان یحیی بن عمار الختلانی بھی فربری سے راوی ہیں اور یہ روایت "اعلی الا سانید فی الدنیا" شمار ہوتی ہے۔ ہم نے اسانید حافظ ابن حجر میں اس کی تفصیل ذکر کی ہے۔

ان روایات میں سب سے اتقن ابوذر کی روایت ہے جو ابن حجر اپنے مشائخ ثلاثہ (المستملی ابو اسحاق، السرخسی، ا لکشمیہنیؒ) سے روایت کرتے ہیں۔ قلف الثمر میں ہے:

اصحها واشهرها طریق ابی ذر وهی طریق المغاربة والمکیین

"ان میں سب سے صحیح اور سب سے مشہور طریق ابوذر کا ہے جو کہ اہلِ مغرب اور مکہ والوں کا طریق ہے"۔

حافظ ابن حجر نے اسی روایت پر اعتماد کیا ہے اور فتح الباری میں اسی متن کو بنیاد قرار دیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ۴۷۔ فلیقع الشروع

فی الشرح والاقتصار علی اتقن الروایات عندنا الا وهی روایة ابی ذر عن مشائخه الثلاثة لضبطه لها وتمیزه لاختلاف سیاقها مع التنبیه الی مایحتاج الیه مما یخالفها وبالله التوفیق

پس اب شرح اور سب سے زیادہ متقن روایت پر اقتصار کرنے کا آغاز ہونا چاہیے جو کہ ابی ذر کی ہے جو وہ اپنے تین شیوخ سے بہترین ضبط سے روایت کرتا ہے اور چونکہ وہ سیاق میں اختلافات کو معہ ضروری اشارات و تنبیہہ کے واضح کر دیتا ہے۔"

---

(۴۶) ترجمہ کیلئے الانساب ۲۶۸/۱، معجم البلدان ۱۹۶/۱، اللباب ۶۳/۱، العبر ۴۰/۳، طبقات للسبکی ۹۹/۳ و النبلاء ۵۲۱/۱۶

(۴۷) دیباچہ فتح الباری ص ۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

علامہ کرمانی نے بھی اپنی اسانید میں ابوالحسن عبدالرحمٰن عن السرخسی و کریمہ بنت احمد الکشمیہنی و ابی ذر عن مشائخہ الثلاثہ والی روایت کو اتقن قرار دیا ہے۔ علامہ نووی لکھتے ہیں

واشتہر فی بلادنا عن ابی الوقت الداودی عن الحموی

"اور ہمارے ملک میں یہ طریق مشہور ہے "عن ابی الوقت الداؤدی عن الحموی"

متاخرین علماء نے اسانید کے سلسلہ میں رسائل' اثبات اور معاجم لکھے ہیں' جن سے اختلاف اسانید اور ان کی وسعت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

ابن العماد حنبلی نے فربری کی روایت کو احسن قرار دیا ہے اور ابن خلکان نے بھی موصوف کو "راویۃ البخاری" کا لقب دیا ہے اور باقی روایات اربعہ کے مقابلہ میں یہ روایت متواتر اور متداول ہے۔ ۴۸؎

(۲) روایہ ابی طلحہ البزدوی : منصور بن محمد بن علی بن قرینہ البزدوی النسفی ۴۹؎ (المتوفی بعد ۳۹۷ھ)

حافظ ذہبی نے ان کو الشیخ الکبیر المسند لکھا ہے اور ابن ماکولا نے اس کی توثیق کی ہے ابن ماکولا لکھتے ہیں کان آخر من حدث بالجامع الصحیح عن البخاری

"یہ سب سے آخری تھے جنہوں نے امام بخاری سے جامع صحیح کی روایت کی"

یہی بات ابن حجر نے لکھی ہے اور مزید کہا ہے

بقی بعد الفربری تسعۃ اعوام وبہ قال ابن ماکولا

"آپ فربری کے بعد ۹ سال تک حیات رہے اور ابن ماکولا نے بھی یہی کہا ہے"

تاہم جعفر بن محمد المستغفری لکھتے ہیں یضعفون روایتہ من جہۃ صغرہ حین سمع ویقولون وجد سماعہ بخط جعفر بن محمد مولی امیر المؤمنین دھقان لوین. فقرا کل الکتاب من حماد بن شاکر

---

(۴۸) فربری کے ترجمہ کیلئے الانساب ۹/۲۲۰' معجم البلدان ۴/۲۴۶' وفیات ۴/۲۹۰ العبر ۲/۱۸۳' تاج العروس (فربر)

(۴۹) تاریخ بغداد ۹/۳۹۴ الاکمال ۷/۲۴۳' المشتبہ ۱/۳۳ لسان المیزان ۶/۱۰۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جب انہوں نے سماع کیا اس وقت ان کی صغر سنی کے باعث وہ ان کی روایت کو ضعیف گردانتے ہیں اور جعفر بن محمد مولی امیر المؤمنین دھقان تویں کے خط سے اس کا سماع ثابت ہوا ہے۔ انہوں نے کتاب حماد بن شاکر سے پڑھی۔

بہر حال اہل بلد نے ابو طلحہ سے سماع کیا ہے اور اہل علم نے ان کی طرف رحلت بھی کی ہے۔ ابوالقاسم عبیداللہ بن عبداللہ بن محمد السرخسی المتوفی (۳۸۰ھ) نے اس سے الجامع الصحیح روایت کی ہے۔ ۴۹۔ تاریخ بغداد میں ہے ۵۰۔ تدم نسف سنة ۳۲۷

لسماع الصحيح من ابى طلحة النسفى حدث عن القاضى المحاملى وآخرين

آپ ابو طلحہ النسفی سے صحیح کے سماع کے لئے ۳۲۷ھ میں نسف تشریف لائے اور قاضی محاملی و دیگران سے حدیث بیان کی"

(۳) قاضی علامہ، محدث ثقہ، مسند الوقت، ابوعبداللہ الحسین بن اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن سعید بن ابان البغدادی المحاملی (نسبتہ الی المحامل)

۲۳۵ھ کو پیدا ہوئے اور ۲۴۴ھ میں پہلا سماع کیا۔ جن محدثین سے سماع کیا ان میں امام بخاری بھی شامل ہیں۔ علامہ ذہبیؒ نے ان کے مشائخ کی فہرست دی ہے ۵۱۔ اور لکھا ہے

وصار مسند اهل العراق مع التصدر للافادة والفتيا ستين سنةً

"آپ ساٹھ سال تک اہلِ عراق کے لئے فتاویٰ و افادہ کے لئے مرجع عام رہے۔

ان سے دار قطنی، طبرانی، ابن جمیع وغیرھم محدثین کی ایک جماعت نے روایت کی ہے۔ ابوبکر خطیب لکھتے ہیں:

فاضل اور متدین تھے۔ ساٹھ سال کوفہ کے قاضی رہے۔ ۵۲۔

اور ابن جمیع صیداویؒ لکھتے ہیں:

"قاضی محاملی کے پاس ابن عینیہ کے اصحاب میں سے ستر نفوس جمع رہتے اور مجلس حدیث میں دس ہزار آدمی حاضر ہوتے"۔

محاملی نے متعدد مجالس املاء کروائیں جن میں آخری مجلس ۳۳۰ھ میں تھی اس کے بعد بیمار پڑ گئے اور گیارہ دن کے بعد فوت ہوگئے۔ ۵۲۔

---

(۵۰) تاریخ بغداد ۹/ ۳۹۴، العبر ۳/ ۳۰، طبقات سبکی ۳/ ۳۰۵ شذرات ۳/ ۱۰۳

(۵۱) النبلاء ۱۵/ ۲۵۹

(۵۲) تاریخ بغداد ۸/ ۲۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاہم ابن حجر رحمہ اللہ محاملی کی روایت صحیح اور ان کے نسخہ کے متعلق لکھتے ہیں:۵۳۔

سمعه ببغداد بعد ابی طلحة ولکن لم یکن عنده الجامع الصحیح وانما سمعه ببغداد فی آخر قدومها البخاری وقد غلط من روی البخاری من طریق المحاملی

"ابو طلحہ کے بعد آپ نے بغداد میں سماع کیا۔لیکن ان کے پاس جامع صحیح نہ تھی اور انہوں نے ان سے کچھ مجالسِ حدیث میں سماع کیا جن کو امام بخاری نے آخری مرتبہ بغداد میں تشریف آوری کے دوران منعقد کروایا تھا اور جس نے بخاری کی روایت بطریقِ محاملی ذکر کی ہے اس نے غلطی کھائی ہے۔"

لیکن علامہ ذہبی نے ان کی مجالس کو اہمیت دی ہے اور لکھا ہے

کان یحضر مجلسه عشرة آلاف رجل وعقد بالکوفة سنة سبعین ومائتین مجلساً فی داره للفقه فلم یزل اهل العلم والفقه یختلفون فیه

"آپ کی مجلسِ حدیث میں ۱۰ ہزار آدمی حاضر ہوتے اور آپ نے ۲۷۰ ہجری میں کوفہ میں اپنے گھر میں مجلس منعقد کی پس اہلِ علم اور فقہاء ہمیشہ انکی طرف رجوع کرتے رہے۔"

امام حاکم نے ان سے صحیح بخاری روایت کی ہے۔ نیز حافظ ذہبی "تذکرہ" میں لکھتے ہیں

وآخر من روی عنه عالیاً ابو القاسم سبط السلفی ۵۴۔

"اور ان سے عُلوا" سب سے آخر میں ابو القاسم سبط السِلَفی نے روایت کیا ہے"

علامہ محاملی سے دیگر رواۃ بھی "شذرات" وغیرہ میں مذکور ہیں:

(۱) عبدالواحد بن محمد بن عبداللہ الفارسی ثم البغدادی البزاز ابوعمر بن مھدی

(۲) ابو محمد ابن الاکفانی قاضی القضاۃ عبداللہ بن محمد الاسدی البغدادی حدث عن المحاملی مات سنہ ۴۰۵ھ عن تسع وثمانین سنہ

(۳) احمد بن عبداللہ بن حمید بن زریق البغدادی ابوالحسن نزیل مصر کان من الثقات الاثبات روی عن المحاملی توفی ۳۹۱ھ ("شذرات" ۳/۱۳۵)

(۴) قاضی ابو عبداللہ الحسین بن ھارون البغدادی

---

(۵۳) دیباچہ فتح الباری

(۵۴) حالات کیلئے: تاریخ بغداد ۸/۱۹' الانساب' المنتظم ۶/۲۲۷' تذکرۃ الحفاظ ۳/۸۲۴' العبر ۲/۲۲۲' الوافی ۱۲/۳۴۱' البدایہ ۱۱/۲۰۳' شذرات ۲/۳۲۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

املی کثیرا عن الکثیر وھو غایة فی الفضل توفی سنة ۳۹۸ (شذرات: ۱۵۱/۳)

"آپ نے بہت سے 'رواۃ کو' کثیر رواۃ سے املاء کروائی اور آپ انتہا درجہ فضیلت کے حامل تھے اور ۳۹۸ھ میں دنیا سے رحلت فرمائی"

(۵) ابوالحسین البغدادی روی عن الحاملی وغیرہ

(۴) ابراھیم بن معقل بن الحجاج ۵۵۔ النسفی ابو اسحاق السانجنی (المتوفی ۲۹۵ھ)

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: ۵۶۔

کان من الحفاظ وله تصانیف وکانت وفاته سنة ۲۹۴ھ وکان فاته من الجامع اوراق رواھا بالا جازۃ عن البخاری نبه علی ذلک ابوعلی الجیانی فی کتابه «تقید المهمل

"آپ حفاظِ حدیث سے تھے اور آپ کی متعدد تصانیف ہیں۔ آپ کی وفات ۲۹۴ھ میں ہے۔ اور آپ سے بخاری کے کچھ اوراق کھو گئے تھے جنہیں آپ نے اجازۃ" روایت کیا ہے۔ ابو علی الجیانی نے اپنی کتاب "تقیدالمہمل" میں اس کی وضاحت کی ہے"

حافظ ذہبیؒ تذکرہ میں لکھتے ہیں: ۵۷۔

وحدث بصحیح البخاری عن المصنف وقال ابویعلی الخلیل: ھو ثقة ثبت

"آپ نے مصنف سے صحیح بخاری روایت کی اور ابو یعلی الخلیلی نے کہا کہ "آپ ثقہ اور ضابط ہیں"

ان سے ان کے بیٹے محمد زکریا اور عبدالمؤمن بن خلف النسفی نے روایت کی ہے موصوف "نسف" کے قاضی عالم اور مصنف ہیں۔ "المسند الکبیر" اور "تفسیر" ان کی یادگار ہے۔ ابن العماد لکھتے ہیں

کان بصیراً بالحدیث عارفاً بالفقه والاختلاف، روی الصحیح عن البخاری

"آپ حدیث میں بصیرت کے حامل تھے، فقہ اور اختلاف کی معرفت رکھتے تھے آپ نے امام بخاری سے ان کی صحیح روایت کی ہے"۔

---

(۵۵) حالات کیلئے تاریخ بغداد ۱۹/۸، الانساب، المنتظم ۳۲۴/۶، تذکرۃ الحفاظ ۸۲۴/۳، العبر ۲۲۲/۲، الوافی ۳۴۱/۱۲، البدایہ ۲۰۳/۱۱، الشذرات ۳۲۶/۲ (۵۶) فتح الباری دیباچہ

(۵۷) تذکرہ ۲۷۶/۲، شذرات ۲۱۸/۲، النجوم ۱۶۴/۳، تہذیب ابن عساکر ۲۰۰/۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ کوثری "شروط الائمۃ حازمی" کے تحت حاشیہ میں لکھتے ہیں: ابراھیم بن معقل اور حماد بن شاکر دونوں حنفی ہیں اگر یہ دونوں نہ ہوتے تو فربری صحیح بخاری کی روایت میں منفرد نظر آتا جیسا کہ ابراہیم بن محمد بن سفیان حنفی صحیح مسلم کی روایت ہی میں منفرد ہوتا۔

(۵) حماد بن شاکر بن سویہ

الامام المحدث الصدوق ابو محمد النسفی المتوفی ۳۱۱ھ

عیسی بن احمد العسقلانی' امام بخاری اور ترمذی تینوں سے روایت کرتے ہیں اور صحیح بخاری کے رواۃ میں سے ایک ہیں جو مصنف سے بلاواسطہ روایت کرتے ہیں۔ علامہ ذہبی لکھتے ہیں یعنی "بہت سے علماء نے حماد سے روایت کی ہے"

حافظ جعفر المستغفری صاحب "تاریخ نسف" لکھتے ہیں ۵۸:۔

ھو ثقة مامون، رحل الی الشام حدثنی عنه بکر بن محمد بن جعفر بن راهب النسفی بصحیح البخاری وحدثنی عنه ابواحمد القاضی ۵۹۔

"آپ ثقہ اور امین ہیں اور آپ نے شام کی طرف سفر کیا۔ مجھے ان سے بکر بن محمد بن جعفر بن راہب النسفی نے صحیح بخاری بیان کی اور مجھے ان سے ابواحمد القاضی نے بھی حدیث بیان کی۔"

علامہ ذہبی لکھتے ہیں:

"صحیح بخاری کے رواۃ میں طاہر بن محمد بن مخلد بھی ہیں" ۶۰۔

تاہم حافظ ابن حجر کو اس نسخہ کی سند حاصل نہیں ہے اس کی وضاحت نہیں کی۔

روایاتِ خمسہ کا جائزہ

صحیح بخاری کی ان روایاتِ خمسہ میں گو الفاظ اور جملہ کی کمی بیشی پائی جاتی ہے مگر تعداد احادیث کے لحاظ سے سب برابر ہیں۔ حافظ ابن حجر نے صرف المحاملی کے نسخہ کو ناقص اور [illegible] اعتماد قرار دیا ہے جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں لیکن ذہبی کے کلام سے اس کی تلافی ہو [illegible] ہے اور امام حاکم اور دیگر محدثین نے محاملی سے صحیح بخاری کا سماع کیا ہے۔ حماد بن شاکر

[illegible]) المؤذن راوی صحیح البخاری عن حماد بن شاکر متوفی ۳۸۰ھ

[illegible] حالات کیلئے: تاریخ بغداد ۹/۳۵۱' العبر ۳/۱۳' میزان الاعتدال ۲/۳۴۲' النجوم الزاهرة ۴ [illegible]' شذرات ۳/۹۷ والنبلاء ۱/۳۹۶

[illegible]) الاکمال ۴/۳۹۴' المشتبه ۱/۲۷۷' والنبلاء ۱۵/۵ وفی حاشیته المراجع

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بھی کچھ فوات پائے جاتے ہیں اور ابراہیم نسفی کی روایت کے متعلق گزر چکا ہے کہ ان کے صحیح بخاری سے کچھ اوراق گم ہو گئے جن کو بعد میں انہوں نے اجازۃ" امام بخاری سے روایت کیا تھا۔ پھر جب حافظ ابن الصلاح نے الجامع الصحیح کی احادیث کی تعداد پر بحث کی اور لکھا کہ مکرر سمیت کل مسند احادیث ۷۲۷۵ ہیں۔ ۶۱۔ تو اس پر شیخ عراقی نے ملاحظہ لکھا ہے: ۶۲۔ المراد بهذا العدد رواية محمد بن يوسف الفربرى فاما رواية حماد بن شاكر فهى دونها مائتى حديث وانقص الروايات رواية ابراهيم فانها تنقص عن رواية الفربرى ثلاث مائة حديث

"ان اعداد سے محمد بن یوسف الفربری کی روایت سے احادیث کی تعداد مراد ہے اور حماد بن شاکر کی روایت میں اس سے دو سو احادیث کم ہیں اور جس روایت میں سب سے کم احادیث ہیں وہ ابراہیم کی روایت ہے جس میں فربری کی روایت سے ۳ صد احادیث کم ہیں۔"

علامہ عراقی کے اس ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ہر دو روایات میں نقص پایا جاتا ہے لیکن حافظ ابن حجر لکھتے ہیں ---- ایسا نہیں بلکہ اصل کتاب کے تینوں نسخے برابر ہیں اور حماد بن شاکر کے سماع میں جو فوات ہیں ان کا جبر اجازۂ روایت سے ہوگیا ہے یہی حال ابراہیم نسفی کی روایت کا ہے حافظ ابو الفضل ۶۳۔ نے "اطراف الکتب الستہ" اور حافظ ابو علی الجیانی ۶۴۔ نے "تقیید المہمل" میں اس کی وضاحت کردی ہے۔

ان البخارى اجازله آخر الايمان فى اول الاحكام الى آخر مارواه النسفى من الجامع

"امام بخاری نے انہیں آخر دیوان (یعنی احکام کی ابتدا سے وہاں تک جہاں تک نسفی نے جامع سے روایت کیا ہے) کی روایت کی اجازت دی"

اور ابراہیم نسفی نے خود بھی کہا ہے

واما من اول كتاب الاحكام الى آخر الكتاب فاجازه لى البخارى

اور جہاں تک کتابُ الاحکام کے شروع سے آخر کتاب تک کا معاملہ ہے تو اس کی امام بخاری نے مجھے اجازتِ روایت دی"

---

(۶۱) التقیید والایضاح (۶۲) النکت علی ابن الصلاح لابن حجر ج ۱ ص ۲۹۴-۲۹۹

(۶۳) محمد بن طاہر بن علی بن احمد المقدسی الشیبانی من حفاظ الحدیث لہ مؤلفات منھا اطراف الکتب الستہ مات سنہ ۵۰۷ھ تذکرۃ ذہبی ۴/۱۲۴۳ (۶۴) حسین بن محمد بن احمد الجیانی من تلامذہ ابن عبدالبر کتابہ تقیید المہمل من أجود الکتب مات ۴۹۸ھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو علی الجیانی مزید لکھتے ہیں

وکذا فاتہ من حدیث عائشۃ رضی اللہ عنہا فی قصۃ الافک فی باب قولہ تعالی: یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّبَدِّلُوْا کَلَامَ اللّٰہِ (الی آخر الباب)

"اور اسی طرح آپ سے حضرت عائشہ کی قصہ افک والی حدیث (جو کہ اللہ کے فرمان "یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّبَدِّلُوْا کَلَامَ اللّٰہِ" کے تحت مندرج ہے) آخری باب تک چھوٹ گئی ہے۔"

اور حماد بن شاکر کی روایت میں "اثناء کتاب الاحکام" سے الی "آخر الکتاب" فوات ہیں۔ الغرض اس سے ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حماد بن شاکر اور ابراہیم کی روایت میں فوات عدمِ سماع کا ہے اور یہ حصہ ان کو اجازۃ سے حاصل ہے ورنہ اصل نسخوں میں کوئی تفاوت نہیں ہے اور ترقیمِ احادیث میں تینوں نسخے برابر ہیں اس سے عراقی کے کلام میں جو وہم ہوتا ہے اس کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔(النکت ج ۱ ص ۲۹۴)

وغایتہ ان الکتاب جمیعہ عن الفربری بسماع وعند ھذین بعضہ بسماع وبعضہ باجازۃ. والعدۃ عند الجمیع فی اصل التصنیف سواء. فلا اعتراض علی ابن الصلاح فیما اطلقہ (واللہ اعلم)

"مختصراً" یہ کہ تمام کتاب فربری کے سماع سے منقول ہے اور ان دونوں کے مطابق کچھ سماع اور کچھ اجازہ سے مروی ہے اور اصل تصنیف میں مکمل تعدادِ حدیث تمام کے نزدیک یکساں ہے۔ لہٰذا ابنِ صلاح پر کوئی اعتراض نہیں جس کا انہوں نے اطلاق کیا ہے۔"

عالم اسلام میں ان ہر خمسہ نُسخ کا اِنتشار ہوا اور محدثین حافظ ابن الصلاح' علامہ عراقی اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے انہی نسخوں کا اعتناء کیا۔ چنانچہ "اسانید ابن حجر الی البخاری" میں ہم اس کی تفصیل بیان کرچکے ہیں اور یہاں پر فربری سے رواۃ کا مختصر تعارف بھی مرقوم ہو چکا ہے۔ یہاں پر ہم صرف ابو لقمان یحیی بن عمار الختلانی والی روایت کا تعارف کراتے ہیں جو "اعلی الاسانید فی الدنیا" شمار ہوتی ہے۔ یہ سند نہ تو حافظ ابنِ حجرؒ کو میسر ہو سکی اور نہ ہی سیوطی کو۔ شاہ ولی اللہ الدہلوی نے حدیث "مسلسل بالمشافہ" کو "اتحاف النبیہ" میں اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

واما الاسناد العالی فقد اخبرنی بجمیع صحیح البخاری شیخنا ابوالطاھر محمد عن ابیہ قال اخبرنا العبد الصالح المعمر الصوفی عبد اللہ بن ملا سعد اللاھوری نزیل المدینۃ المنورۃ (۱۰۸۳ھ) سماعا علیہ بجمیع ثلاثیاتہ وحدیثین من رباعیتہ الملحقۃ بالثلاثیات واجاز لسائرہ عن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشیخ قطب الدین النہروالی (۹۴۹ھ)عن الحافظ نور الدین ابی الفتوح الطاؤسی عن الشیخ معمر بابا یوسف الہروی (۸۲۲ھ) عن الشیخ المعمر محمد بن شاد بخت الفرغانی عن الشیخ المعمر ابی لقمان یحیی بن عمار بن مقبل بن شاھان الختلانی بسماعه عن الفربری اس اسناد کے بعد شاہ ولی اللہ دہلوی لکھتے ہیں

فبهذا الاسناد تكون ثلاثيات البخاری لنا اربع عشریه ورباعیاته لنا خمس عشریه وهذا اعلی مایوجد الان (والله اعلم)

علامہ شمس الحق عظیم آبادی صاحب عون المعبود "الوجازہ" میں لکھتے ہیں

وفیه بینی وبین البخاری عشر وسائط و بینی وبین النبی صلی الله علیه وسلم باعتبار ثلاثیات البخاری اربعة عشر واسطة وهذا السند أعلى مایوجد الآن فی الدنیا والحمد لله رب العالمین

"اور اس میں میرے اور بخاری کے مابین دس واسطے ہیں اور میرے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان بخاری کی ثلاثیات کے اعتبار سے چودہ واسطے ہیں۔

سید مرتضیٰ زبیدی نے فربری سے رواۃ کی جو فہرست دی ہے ان میں الشیخ المعمر الختلانی کی روایت موجود ہے

علاوہ ازیں الامام ابو حامد احمد بن عبداللہ بن نعیم بن الخلیل النعیمی السرخسی نزیل ھرۃ ۳۸۶ھ بھی فربری سے رواۃ میں شریک ہیں۔

عدد احادیث البخاری

امام نووی کے مطابق صحیح بخاری میں کل مسند احادیث سات ہزار دو سو پچھتر ہیں اور مکرر کے حذف کے بعد چار ہزار ہیں۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔

علامہ حموی سرخسی' فربری سے صحیح کے راوی ہیں اور انہوں نے تمام احادیث کے شمار کے بعد یہ تعداد بیان کی ہے اور بعد والے حموی کی تقلید میں یہی تعداد بیان کرتے چلے آئے ہیں۔ میرے شمار کے مطابق معلقات اور متابعات کو چھوڑ کر ۷۳۹۷ ہے اور مکرر چھوڑ کر کل تعداد ۲۶۰۲ حدیثیں ہیں اور ایک ہزار تین سو اکتالیس معلقات ہیں جن میں سے اکثر تو موصولاً مذکور ہیں' صرف ایک سو ساٹھ احادیث وہ ہیں جن کو مسند موصول بیان نہیں کیا۔ اور آٹھ سو بیس احادیث چھوڑ کر باقی متفق علیہ ہیں اور صحیح مسلم میں مکرر نکال کر چار ہزار ہیں لیکن فواد عبدالباقی کی ترقیم کے مطابق مکرر چھوڑ کر ۳۰۳۳ حدیثیں ہیں اور [illegible]الفضل احمد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بن سلمہ کے مطابق مکرر سمیت بارہ ہزار ہیں۔(التقیید والایضاح ص ۲۷)

حافظ ابن حجر مزید لکھتے ہیں جمیع ما فی الجامع من

الاحادیث بالمکرر موصولا ومعلقا وما فی معناہ من المتابعات تسعۃ آلاف واثنان و ثمانون حدیثاً فمن ذلک المعلق و ما فی معناہ من المتابعۃ مائۃ وستون حدیثا والباقی موصول وجمیع ما فیہ موصولا ومعلقاً بغیر تکرار الفان وخمس مائۃ وثلاث عشر حدیثاً

"اور جامع کے اندر تمام ایسی مکرر حدیثیں جو موصول' معلق یا متابعات سے ہوں کل ۹۰۸۲ حدیثیں ہیں اور اس میں سے معلق اور جو اس کے ہم معنی متابعات ہیں وہ ایک صد ساٹھ احادیث ہیں - باقی موصول ہیں اور تمام موصول و معلق احادیث بلا تکرار دو ہزار پانچ صد تیرہ احادیث ہیں۔

پس یہ امام نووی کا وہم ہے کہ مکرر سمیت کل تعداد سات ہزار دو سو پچھتر ہے اور بغیر مکرر کے چار ہزار ہے۔

الجامع الصحیح میں آثار کی تعداد ۱۲۰۸ ہے۔

جامع صحیح بخاری کے شروح و حواشی

جامع صحیح کے جلیل القدر اور بلند معیار پر ہونے کا اندازہ اس سے بھی ہو سکتا ہے کہ سلف و خلف نے اسکی طرف کسقدر توجہ دی ہے۔ صحیح بخاری کے تراجم ابواب کی تشریح و تنقیح اور اصول کی تراجم سے مطابقت 'تعلیقات بخاری کی تعلیق' شرح الغریب' اعراب تراکیب مشکلہ ' احادیث کے متون اسانید پر تنقید' الغرض علماء نے کسی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا۔حتی کہ تفاسیر قرآن کی طرح صحیح بخاری پر بھی جتنا کچھ آج تک لکھا جا چکا ہے اور لکھا جا رہا ہے اس کا اندازہ نہایت دشوار ہے۔ علماء نے شروح و حواشی کی کثرت پر حیرت و استعجاب کا اظہار کیا ہے۔ ذیل میں ہم خاص طور پر ان شروح کا ذکر کریں گے جن سے حافظ ابن حجر اور علامہ عینی نے استفادہ کیا ہے۔

امام بخاری ۲۵۶ھ میں بعمر ۶۲ سال فوت ہوئے۔ ان کے قلمبند خاص محمد بن یوسف فربری نے الجامع للبخاری کا نسخہ مرتب کیا ہے جو امام بخاری سے تین مرتبہ سماع کیا اور اس میں اپنی طرف سے بعض فوائد کا اضافہ کیا ہے بعض مقامات پر امام بخاری کے مقالات سے اپنے نسخہ کو مزین کیا۔ یہ صحیح بخاری کی پہلی خدمت ہے جو مدارس اسلامیہ میں متداول ہے۔ اس کے بعد ان مستخرجات کا نمبر ہے جو صحیحین یا صحیح بخاری پر تالیف کی گئیں۔ گزشتہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحات میں ان کا تعارف گزر چکا ہے۔ ان کے بعد شروح و حواشی کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جو ترتیب زمانی کے لحاظ سے مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اعلام السنن للخطابیؒ

علامہ خطابی کا نام حمد والد کا نام محمد اور ابو سلیمان کنیت ہے۔ آپ ۳۰۹ھ کو پیدا ہوئے' سلسلہ نسب زید بن الخطاب تک پہنچتا ہے۔ اس لیے نسبت "الخطابی" ہے۔ بعض نے ان کا نام احمد بن محمد نقل کیا ہے اور النجوم الزاھرہ میں بھی احمد مرقوم ہے۔ علامہ ذہبی نے اس کو وہم قرار دیا ہے۔ حموی نے معجم البلدان اور الادباء میں بھی "حمد" کو ترجیح دی ہے۔ ابن خلکانؒ نے بھی حمد ہی لکھا ہے۔ علامہ خطابی کو ابن الاعرابی اور اسماعیل بن محمد الصفار اور ابن داسۃ اور ابوالعباس الاصم سے سماع حاصل ہے۔ مدت دراز تک نیشا پور میں مقیم رہے' وہاں پر غریب الحدیث' معالم السنن' شرح السنن لابی داؤد کے علاوہ اعلام السنن شرح الجامع الصحیح تالیف کی۔ ۳۸۸ھ کو فوت ہوئے۔

معالم السنن کے بعد بلخ میں لوگوں کے تقاضا پر یک جلدی شرح لکھی۔ علامہ محمد تمیمی نے اس پر استدراک لکھا اور کچھ اضافے بھی کئے ہیں۔

(۲) شرح المھلب بن ابی صفرہ المتوفی ۴۳۵ھ

ابی صفرہ کا نام احمد بن اسید ہے اور مھلب کی کنیت ابوالقاسم' نسبت الاسدی التمیمی ہے۔ آپ مغربی اندلس کے راسخین فی العلم میں شمار ہوتے اور فقہ و حدیث میں ممتاز' ابن فرحون لکھتے ہیں

صحب الاصیلی وتفقہ معہ وکان مھرہ

اصیلی کے علاوہ موصوف نے ابوالحسن القابسی' ابوذر الھروی' یحییٰ بن محمد الطحان اور ابو جعفر وغیرھم سے سماع کیا۔ ابوالاصبغ بن سھل لکھتے ہیں

> موصوف علامہ الاصیلی کے کبار اصحاب سے تھے اور انہی کی وجہ سے اندلس میں صحیح بخاری کا احیاء ہوا کیونکہ موصوف نے تاحیات تفقہ و بحث سے الجامع کا درس دیا اور پھر اس کی شرح بھی لکھی اور اس شرح کا اختصار کر کے اس کا نام "التصحیح فی اختصار الصحیح" رکھا۔ اس اختصار پر ان کی تعلیقات شرح بخاری کے سلسلہ میں نہایت مفید سمجھی جاتی ہیں۔

ان سے ابن المرابط' ابو عمر ابن الحذاء' ابوالعباس اسد اور حاتم بن محمد نے سماع

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا۔ سنہ ۴۳۳ھ میں وفات پائی۔۲۔

(۳) شرح ابن المرابط

شارح کا پورا نام ابو عبداللہ محمد بن خلف بن سعید بن وھب الاندلسی المری اور ابن المرابط کے عرف سے معروف ہیں۔ موصوف نے شرح المھلب کا اختصار کیا اور اس پر اضافے کئے۔ صاحب ہدیۃ العارفین لکھتے ہیں کہ آپ کی تالیفات میں "تاریخ بلنسیہ" اور "مختصر شرح المھلب" ہے۔

اور الصلہ ابن بشکوال میں ہے

ولہ تالیف فی شرح البخاری سمع منہ....

ابن المرابط نے ابوالقاسم المھلب، ابو الولید بن میقل سے سماع حدیث کیا اور طلبہ کیلئے مرجع بنے رہے۔ چنانچہ ان سے ابو عبداللہ بن عیسیٰ تمیمی، ابو علی بن سکرۃ اور ابو محمد بن ابی جعفر البستی و غیرھم نے حدیث اخذ کی اور سنہ ۴۸۵ھ کو بڑی عمر میں وفات پائی۔ ترجمہ کیلئے مراجع مذکورۃ الذیل ملاحظہ ہوں (الصلہ ۲/۵۵۷، معجم البلدان ۵/۱۱۹، العبر ۳/۳۰۸، الوافی ۳/ ۴۶، الدیباج لابن فرحون ۲/۲۷۳، ہدیۃ العارفین ۲/۷۶، النبلاء ۱۹/۶۶)

(۴) ابو الاصبغ شارح بخاری

پورا نام اور نسبت حسب ذیل ہے عیسیٰ بن سھل بن عبداللہ الاسدی الجیانی المالکی (۴۸۶ھ) قرطبہ میں حاتم الطرابلسی سے فقہ حاصل کی اور محمد بن عتاب سے فقہ میں تخصص کیا۔ ابن القطان سے بھی علم اخذ کیا اور یحییٰ بن زکریا القلیعی اور قاضی ابن اسد الطلیطلی سے سماع کیا۔ بالآخر حافظ ابن عبدالبر سے اجازہ حاصل کیا۔

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں

> ان سے قاضی ابو محمد بن منصور، قاضی ابراہیم بن احمد التصری اور ابن الجوزی نے سماع کیا اور ابواسحاق بن جعفر نے ان سے فقہ میں اختصاص کیا۔ احکام میں انکی ایک عمدہ کتاب "الاعلام بنوازل الاحکام" کے نام سے مشہور ہے۔ صاحب الصلہ لکھتے ہیں کہ "آپ کا شمار عظیم فقہاء اور کبار علماء میں ہوتا تھا اور آپ مذاہب

۱۔ ابوالعباس بن دلھات الدلائی ابن عبدالبر المالکی النمری کے اصحاب میں شمار ہوتے ہیں۔

۲۔ ترجمہ : جذوۃ المقتبس ص۳۵۲، ترتیب المدارک (۴/۷۵۱) الصلہ لابن بشکوال ۳/۲۶ بغیۃ الملتمس ۱۷۴، العبر ۳/۱۸۴، الدیباج ۳۴۸، کشف الظنون ۵۴۵ شذرات ۳/۲۵۵، ھدیۃ العارفین ۸۵۲، شجرۃ النور الزکیہ ۱/۱۱۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رائے کے حافظ تھے"

ابن العماد حنبلی شذرات میں لکھتے ہیں

"آپ نے مہلب بن ابو صفرہ ازدی سے روایت کی اور صحیح بخاری کی شرح تالیف کی اور آپ مالکی مذہب میں ستون کی حیثیت رکھتے تھے۔

موصوف سنہ ۴۸۵ھ میں فوت ہوئے۔ علامہ ذہبیؒ نے تاریخ وفات ۴۸۶ھ رقم کی ہے اور لکھا ہے کہ ۷۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ حالات کیلئے

(الصلہ ۴۳۸/۲ بغیتہ الملتمس ۴۰۳، العبر ۳۱۱/۳، الدیباج ص ۱۸۱، شذرات ۳/ ۳۷۷، ھدیۃ العارفین ۸۰۷/۱، ترتیب ج ۱۷۳، النبلاء ذہبی ۲۵/۱۹، الاحاطہ فی تاریخ غرناطہ)

(۵) شرح ابن ورد تمیمیؒ

شارح کا پورا نسب نامہ یہ ہے

احمد بن محمد بن عمر یوسف بن ادریس بن عبداللہ بن ورد تمیمی (المتوفی ۵۴۰ھ)

اندلس کے شہر "مریہ" کے رہنے والے تھے۔ کنیت ابوالقاسم اور ابن ورد کے نام سے معروف تھے۔ علامہ ملاحی لکھتے ہیں کہ آپ جلیل فقہاء محدثین سے تھے۔

اور ابن الزبیر نے لکھا ہے کہ

آپ ادب، نحو اور تاریخ میں اعلیٰ ذوق کے حامل، علم اصول اور تفسیر میں بلند مقام رکھتے تھے اور مذہب مالک میں آپ پر علمیت تمام تھی۔ علاوہ ازیں آپ نے ایک مجلس قائم کی تھی جس میں صحیحین پر بحث و مباحثہ ہوتا۔

اور الصلہ میں ہے

کہ آپ ۴۶۵ھ کو پیدا ہو کر ۵۴۰ھ کو رحلت فرما گئے اور آپ نے جامع بخاری پر ایک شرح بھی لکھی ہے۔

دیکھئے: الدیباج ص ۴۱ وہدیۃ العارفین ۸۴/۱ و الاحاطہ فی تاریخ غرناطہ ۱۷۵/۱

(۶) شرح ابن التین

عبدالواحد ابو محمد الصفاقسی المعروف بابن التین المتوفی ۶۱۱ھ ان کی شرح بخاری معروف ہے اس کا نام ہے المنجد الفصیح فی شرح البخاری الصحیح علامہ قسطلانیؒ لکھتے ہیں کہ میں نے اس کا مطالعہ کیا ہے۔

حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اس سے استفادہ کیا ہے اور اکثر مقامات پر "وقال ابن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التین" مرقوم ہے اور اس کے اوہام و اخطاء بیان کئے ہیں (ملاحظہ ہو نیل الابتہاج علی ھامش الدیباج ۱۸۸)

(۷) شرح ابو حفص عمر بن الحسن بن عمر بن عبدالرحمٰن الھوزنی الاشبیلی المحدث المالکی

اشبیلیہ کے رہنے والے تھے اور ھوزن' ذوالکلاع کے ایک بطن کا نام ہے۔ کبار فقہاء سے تھے اور متعدد علوم و فنون کے ماہر مانے جاتے۔ قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ روایت حدیث اور فقہ پر دسترس کے ساتھ ساتھ اچھے اور بہترین اسلوب میں علوم قدیمہ پر بھی آپ کی بھرپور نظر تھی۔

یہ قاضی ابو عبداللہ الباجی کے تلمیذ تھے۔ حج کے دوران متعدد ممالک کے شیوخ سے سماع کیا اور اندلس میں ابو الولید الباجی شارح الموطا سے متعدد مباحثے کئے۔ ان سے ان کے صاحبزادے ابوالحسن نے سماع کیا اور ابو محمد بن ابی جعفر الفقیہ نے ان سے حدیث بیان کی۔ سنہ ۴۶۰ھ میں مقتول ہوئے۔ ہدیۃ العارفین میں ہے

سنہ ۳۹۲ھ کو تولد فرمایا اور ۴۶۰ میں مقتول ہوئے اور آپ کی تصانیف میں شرح بخاری بھی ہے۔

حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں العوزی الاشبیلی لکھا ہے جو محرف ہے۔ درست الھوزنی ہے جیسا کہ المدارک (۸۲۵/۴) اور ہدیۃ العارفین (ج ۱ص ۲۸۲) میں ہے۔

(۸) شرح ابن بطال

علامہ ابوالحسن علی بن خلف بن بطال البکری القرطبی المعروف بابن اللجام آبی عمر الطلمنکی۔ ابن عفیف' ابی المطرف القنازعی اور یونس بن مغیث سے حدیث اخذ کی۔ ابن بشکوال "الصلۃ" میں لکھتے ہیں "آپ اصحاب علم و معرفت سے تھے اور آپ نے علم حدیث کا بھرپور اہتمام فرمایا اور مختلف سفروں میں صحیح بخاری کی شرح کی اور لوگوں نے آپ سے روایت لی ہے۔

علاوہ ازیں دیگر تالیفات بھی مشہور ہیں۔ امام ذہبی نے انکی وفات ۴۴۷ھ نقل کی ہے اور ترتیب المدارک میں ۴۴۴ھ ہے۔ قاضی عیاضؒ نے مزید لکھا ہے کہ موصوف مھلب بن ابی صفرۃ کے تلمیذ تھے اور مھلب بن ابی صفرۃ' الاصیلی کے۔ اور الاصیلی نے ابو زید المروزی سے الجامع الصحیح کا سماع کیا اور ابو زید نے فربری عن البخاری اس طرح ابن بطال اور امام بخاری کے درمیان صرف چار واسطے ہیں۔ نیز ابن فرحون لکھتے ہیں

"آپ سے علماء کی ایک جماعت نے حدیث بیان کی"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفصیل کے لئے : ترتیب المدارک ۴/ ۸۲۷' الصلہ ۲/ ۴۴۴' العبر ۳/ ۲۱۹' الوافی ۱۲/ ۵۶'
الدیباج ص ۲۰۳' وشذرات ۳/ ۲۸۳ و شجرۃ النور الزکیہ ۱/ ۱۱۵

(۹) شرح ابن المنیر الاسکندرانی المتوفی ۶۹۹ھ

علی بن محمد بن منصور الجذامی الاسکندرانی زین الدین المعروف بابن المنیر
آپ محدث' فقیہ اور مالکی المذہب تھے۔ اسکندریہ کے قاضی رہے۔ ہدیۃ العارفین میں ہے "آپ کی تصانیف میں شرح بخاری و ابن بطال کے ساتھ ساتھ تراجم بخاری پر بھی "المتواری علی تراجم البخاری" کے نام سے شرح موجود ہے۔ ترجمہ کے لئے: الدیباج ۲/ ۱۲۲ حسن المحاضرہ ۱/ ۳۱۷ شجرۃ النور ۱/ ۱۸۸

ابن فرحون لکھتے ہیں کہ آپ نے اپنے بڑے بھائی ابن منیر سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ ان کے بڑے بھائی ابن المنیر کا نام احمد بن محمد بن منصور بن ابی القاسم مختار بن ابی بکر الجذامی ہے جو کہ ابن المنیر الاسکندرانی المالکی القاضی کے نام سے معروف ہیں۔ ان کا لقب ناصرالدین اور کنیت ابوالعباس ہے ۔ ۶۲۰ھ کو پیدا ہوئے اور ۶۸۳ کو مقتول ہوئے۔ تصانیف میں "مناسبات تراجم البخاری" معروف ہے۔

ابن فرحون ان کے بھائی کے متعلق لکھتے ہیں

كان اماماً بارعا فی الفقه ورسخ له وفی الاصلين
والعربية وله الباع الطويل فی علم التفسير والقراءات

ابن قرمس نے ان کے مشیخہ کی تخریج کی ہے اور علامہ ابن الحاجب المالکی نے وہ نسخہ موصوف پر قرات کیا ہے۔ یہ ابن الحاجبؒ کے خصوصی تلامذہ میں شمار ہوتے تھے (ابن فرحون ص ۷۱۴ ص ۱۸' والدیباج (ص ۲۴۵)

ابن المنیر نے کئی جلدوں میں بخاری کی شرح لکھی ہے جو بے مثل ہے (مناسبات تراجم البخاری) ترجمۃ الباب پر پہلے مشکل سوالات وارد کرتا ہے حتیٰ کہ قاری محسوس کرتا ہے کہ اس کا جواب نہیں ہو سکتا پھر خود ہی جوابات دیتا ہے اس کے بعد فقہ الحدیث اور مذاہب علماء کی تفصیل ذکر کرتا ہے۔ موصوف مذہب مالکی میں مجتہد سمجھے جاتے تھے۔

(۱۰) شرح ابو جعفر احمد بن نصر الداؤدی الاسدی ۳۔

مالکی ائمہ میں شمار ہوتے ہیں۔ فقیہ فاضل اور عمدہ تالیفات کے مالک تھے ان کی تالیفات

۳۔ کشف الظنون میں ابو جعفر احمد بن سعید الداؤدی مرقوم ہے لیکن الصواب ما قلناہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

میں "النصیحہ فی شرح البخاری الصحیحہ" معروف ہے۔ قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ آپ نے اکیلے علم حاصل کیا اور اکثر علوم کسی بڑے امام سے نہیں سیکھے بلکہ اپنے عقل و ادراک سے اس مقام تک پہنچے ہیں۔

ان سے ابو عبدالعبونی اور ابوبکر ابن الشیخ ابی محمد بن ابی زید نے حدیث اخذ کی ہے۔ فتح الباری کے بغور مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بڑی مفید شرح ہے۔ صاحب سیرۃ البخاری لکھتے ہیں "شیخ الکل علامہ السید نذیر حسین دہلوی کے نسخہ عتیقہ پر شرح داؤدی سے حواشی مرقوم ہیں" ابو حاتم الطرابلسی لکھتے ہیں کہ "تلمسان" میں ۴۰۲ھ کو وفات پائی۔

المدارک میں قاضی عیاض نے انکی وفات ۴۱۱ھ بھی نقل کی ہے۔ لیکن پہلی تاریخ وفات اصح ہے۔ ابن فرحون نے ان کے حالات ص ۳۵ پر درج کئے ہیں۔

(۱۱) شرح الحلبی

عبدالکریم بن عبدالنور بن منیر الحلبی ثم المصری الحافظ قطب الدین' ابوعلی ابن اخت الشیخ نصر المنبجی ۶۶۴ھ میں پیدا ہوئے۔ سماع و روایت کا اعتناء کیا۔ العزالحرانی' غازی الحلاوی اور ابن خطیب المزۃ سے سماع کیا اور دمشق میں الفخر وغیرہ سے سماع کیا۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں (الدرر الکامنہ ج۲ ص۳۹۸)

واستکثر من الشیوخ جدا وکتب العالی والنازل و
خرج لنفسہ التساعیات والمتباینات والبلدانیات
وتلا بالسبع علی ابی الطاہر الملیحی

موصوف نے مصر کی تاریخ جمع کی' بخاری شریف کی مبسوط شرح لکھنا شروع کی اور نصف کے قریب تیسیف کی۔ ان کے شیوخ کی تعداد تقریباً" ایک ہزار تین صد ہے۔ ان میں گیارہ اعلی شیوخ ہیں جن کو ابن طبرزد وغیرہ سے روایت حاصل ہے۔ ۷۳۵ھ کو وفات پائی۔ (الدرر الکامنہ ج۲ ص۳۹۸ تذکرہ ۴/۱۵۰۲)

(۱۲) شرح مغلطائی

مغلطائی بن قلیج بن عبداللہ البکجری الحنفی الحافظ علاؤالدین تقریباً" ۶۸۹ھ کے بعد متولد ہوئے ۴۔ دبوسی اور احمد بن شجاع الہاشمی وغیرھم سے سماع کیا حافظ ابن حجر لکھتے ہیں ۵۔

واکثر جدا من القراءۃ بنفسہ والسماع وکتب الطباق

۴۔ الوافی بالوفیات
۵۔ الدرر الکامنہ ج۴ ص۳۵۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

.... ولی مشیختہ الظاہریۃ للمحدثین

"الظاہریہ" میں مدرس الحدیث رہے۔ حافظ ابن حجر مزید لکھتے ہیں

انساب میں عمدہ معرفت رکھتے تھے مگر متعلقات حدیث میں متوسط تھے۔ تالیفات میں شرح البخاری (التلویح فی شرح الصحیح)، شرح ابی داؤد و شرح ابن ماجہ ہیں۔ آخری دونوں ناقص ہیں اور بھی بہت سی تالیفات ہیں۔ سنہ ۷۶۲ھ میں فوت ہوئے۔

(۱۳) مختصر شرح ابن قلیج

شارح کا نام احمد بن یوسف اور جلال الدین لقب ہے۔ التبریزی التبانی کی نسبت سے مشہور ہیں ۷۹۳ھ میں فوت ہوئے۔ بعض نے اس کا اصل نام محمد بن القاضی شمس الدین احمد لکھا ہے دیکھئے: کشف الظنون ۵۴۶/۱، مقدمہ ارشاد الساری ۴۵/۱، مبارکپوری سیرت ص ۹۰ والدرر الکامنہ ۳۱۱/۴۔ شوکانی لکھتے ہیں:

نسبۃ الی تبانۃ ظاہر القاہرۃ اختصر شرح مغلطائی علی البخاری (البدر الطالع ج۱ ص ۱۸۶، ہدیۃ العارفین ۳۶۷/۱) نیز شوکانی لکھتے ہیں حدیث سے محبت رکھتے، صحیح العقیدہ تھے۔ اتحادیہ اور مبتدعہ کے دشمن!

(۱۴) شرح محمد بن یوسف بن علی الکرمانی ثم البغدادی المتولد ۷۱۷ھ والمتوفی ۷۸۶ھ

قاضی عضد الدین شیرازی کے بارہ سال مصاحب رہے اور محدث ناصر الدین الفارقی سے بخاری شریف کا سماع کیا اور "الکواکب الدراری" کے نام سے اس کی شرح لکھی ایک جماعت نے شرح کا سماع کیا جن میں قاضی محب الدین البغدادی بھی ہیں۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں[۶] کہ مفید شرح ہے باوجود نقل میں بعض اوہام کے۔

شرح کرمانی مطبوع اور متداول ہے۔ مصنف نے اپنی شرح کے خطبہ میں ابن بطال، قطب حلبی اور مغلطائی کی شرح کے عیوب بیان کئے ہیں[۷]۔ فی نفسہ یہ شرح نہایت مفید اور جامع فوائد و زوائد ہے۔ لائق مصنف نے اعراب نحویہ اور الفاظ مشکلہ غریبہ کا خوب حل

۶۔ ج ۴ ص ۳۱۰-۳۱۱ ۔ ۷۔ الدرر ج ۴ ص ۳۱۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کیا ہے۔ مولف نے مختصر ابن حاجب کی "السبع السیارۃ" کے نام سے شرح لکھی ہے کیونکہ سات شروح سے استفادہ کیا ہے۔

(۱۵) شرح البخاری لتقی الدین یحییٰ بن محمد بن یوسف الکرمانی

اپنے والد کی شرح سے مدد حاصل کی ہے اور شرح ابن الملقن و زرکشی اور فتح الباری سے اضافے کئے ہیں۔

(۱۶) شواھد التوضیح

شارح کا نام عمر بن علی بن الملقن اور سراج الدین لقب ہے۔ ۸۰۴ھ میں وفات پائی۔ علامہ سخاوی لکھتے ہیں۔

اس شرح میں ابن الملقن کا زیادہ تر اعتماد اپنے شیخ مغلطائی کی شرح "تلویح" پر ہے جو بیس جلدوں میں ہے اس کا پورا نام **"الاعلام بفوائد عمدۃ الاحکام"** ہے۔ ان کی شرح بخاری و دیگر شروح ہم مفصل لکھیں گے۔

(۱۷) فتح الباری شرح الجامع الصحیح للبخاری

حافظ ابن حجر کی اس شرح کے متعلق مشہور ہے "لا ھجرۃ بعد الفتح" کہ فتح الباری کے بعد اب کسی شرح کی ضرورت نہیں ہے اور صحیح بخاری کا جو امت پر دین تھا' ادا ہو گیا۔ حاجی خلیفہ کشف الظنون میں لکھتے ہیں کہ اس کی شہرت اور انفرادیت کی وجہ اس کا حدیثی' ادبی نکات اور فقہی فوائد پر مشتمل ہونا ہے جو خاص اس کا ہی وصف ہے۔

مؤلف نے پہلے مقدمہ الشرح لکھا جس میں الجامع الصحیح کے تمام فنی پہلوؤں پر بحث کی۔ اس شرح کی ابتدا ۸۱۷ھ میں بطور املاء ہوئی اور ۸۴۲ھ میں اختتام پذیر ہوئی۔ مولف ایک ہفتہ میں جو مواد جمع کرتے علماء کی مجلس میں اس کو پڑھ کر سنا دیا جاتا اور اس پر مناقشات اور مباحث ہوتے پھر علامہ ابن خضر پڑھ کر سناتے حتیٰ کہ تہذیب و تنقیح کے بعد اس کو آخری شکل دے دی جاتی۸۔ بالآخر ۸۴۲ھ میں اختتام کو پہنچ گئی پھر اس کے بعد تا دم زندگی مباحث کا الحاق ہوتا رہا۔ اس شرح کی اشاعت کے بعد جو بھی شارح آیا اس نے فتح الباری سے استفادہ کیا۔

اور پھر اس میں حک و اضافہ ہوتا رہا۔ علماء نے اس شرح کے کمال کے سبب کہا ہے "لا ھجرۃ بعد الفتح" اور ابن خلدون وغیرہ دوسرے محققین نے اس کی تعریف کی ہے اور اس

۸۔ سیرت البخاری ص۲۲۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرح کے متعلق یہ مقولہ بھی مشہور ہے **کل الصید فی جوف الفرا** (الامام البخاری و صحیحہ ص ۲۳۰) اور فہرس الفھارس میں ہے کہ اسلام میں کسی بھی کتاب حدیث پر شروح میں سے کوئی شرح ایسی نہیں لکھی گئی۔

الغرض یہ شرح اپنے ماخذ کے لحاظ سے بھی بے نظیر ہے اور اس سے حافظ ابن حجر کے ذاتی کتب خانہ کی بھی نشان وہی ہوتی ہے۔ بعض علماء نے فتح الباری کے ماخذ جمع کئے ہیں اور فتح الباری سے جتنی شروح لکھی گئی ہیں مولف نے ان کو سامنے رکھا ہے۔ ان مصادر و ماخذ کی تعداد ۱۴۳۰ ہے جو حروف تہجی کی ترتیب سے جمع کئے گئے ہیں اور وہ بھی جو غیر منسوب ہیں۔ معجم المولفات ابوعبیدۃ مشہور بن حسن اور ابوحذیفہ صبری میں انکی تفصیل دیکھی جا سکتی ہے۔

(ii) حافظ ابن حجر نے صحیح بخاری کے سلسلہ میں فتح الباری کے علاوہ دیگر مفید کتابیں تالیف کی ہیں۔ ان میں سے ایک تغلیق التعلیق ہے جسے فتح الباری کی تکمیل کنندہ کتاب کہنا بجا ہے پھر اس تغلیق کو مختصر کرکے اس کا نام "التشویق الی وصل المھم من التعلیق" رکھا جس میں اسانید کو حذف کردیا۔ اس مختصر کا وجود نہیں ملتا۔ اس سلسلہ کی ایک تیسری کتاب التوفیق کے نام سے تالیف کی اس میں صرف ان احادیث کو جمع کیا جو صحیح بخاری میں معلق ہی آئی ہیں

(تدریب الراوی ۱/۱۱۸) یہ بھی ناپید کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔

(iii) النکت ۹ـ علی صحیح البخاری: شیخ سعید القرقی اپنے دراسۃ میں لکھتے ہیں

توجد منہ نسخۃ فی مجلد بقلم معتاد قدیم بادلھا وقف تاریخہ سنہ (۸۱۹۶) وبھا خرم و آثار رطوبۃ فی (۱۶۱ ورقۃ) فی مکتبۃ الازھر تحت رقم (۲۹۵) ۲۲۲۸ عام (فہرستۃ الازھر ۱/۲/۶۳۴)

(vi) ھدی الساری: یہ ۸۱۳ھ میں مکمل ہوئی جو شرح کے جمیع مقاصد پر حاوی ہے اور دس فصول پر مرتب ہے۔ خطبہ میں مؤلف اس کی غرض بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میں نے ضروری سمجھا کہ شرح سے پہلے ایک مقدمہ لکھوں جو اس کے تمام مقاصد پر حاوی ہو اور دس فصلوں میں اس کے جملہ مباحث کو سمیٹ لوں۔

۹ـ بعض نے لکھا ہے کہ النکت فتح الباری کا اختصار ہے جو حافظ ابن حجر نے خود کیا ہے مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ حافظ ابن حجر کی یہ کتاب دراصل "نکت علی تنقیح الزرکشی" ہے دیکھئے راقم الحروف کا مقالہ "فتح الباری"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۸) عمدۃ القاری شرح الجامع للبخاری

شارح کا نام علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد العینی (۸۰۵ھ) ہے۔ آپ حنفی المشرب اور حافظ ابن حجر کے معاصر تھے جبکہ حافظ ابن حجر شافعی المسلک اور فنون حدیث میں یگانہ روزگار تھے۔ بعض علماء محققین نے ان دو شروح میں موازنہ اور مقارنہ بھی کیا ہے۔

علامہ عینی نے فتح الباری سے استفادہ بھی کیا ہے۔ حاجی خلیفہ کشف الظنون میں لکھتے ہیں

"اس میں "فتح الباری" کو پھیلا دیا گیا ہے حتی کہ بعض اوقات مکمل کا مکمل صفحہ بھی نقل کیا گیا ہے۔ الخ"

یہ ضرور ہے کہ ان ہر دو شروح میں بعض امتیازات ہیں۔ علامہ عبدالسلام مبارکپوری سیرت بخاری میں لکھتے ہیں کہ "فتح الباری کاملین کیلئے مفید ہے" اور عینی طلبہ کیلئے فائدہ بخش۔۔۔ مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں

فتح الباری' عینی پر تحقیق و تنقید کے لحاظ سے فائق ہے اور عینی کی شرح میں توضیح و تفصیل پائی جاتی ہے۔ انور شاہ فیض الباری میں لکھتے ہیں ۱۰ کہ حافظ کی شرح صناعت حدیث اور حسن تقریر کے اعتبار سے تمام شروح میں افضل و اعلیٰ ہے اور شرح عینی کا جہاں تک معاملہ ہے تو الفاظ کی شرح اور تفسیر کے لحاظ سے زیادہ کامل ہے۔

تاہم عمدۃ القاری میں انتشار پایا جاتا ہے اور فتح الباری کی طرح اتقان و نظم نہیں ہے۔ اب رہے فوائد حدیثیہ تو اس باب میں عمدۃ القاری یتیم نظر آتی ہے اور اس سلسلہ میں متعدد مواضع کو بطور موازنہ پیش کیا جا سکتا ہے۔

علمائے ہند اور خدمت بخاری

الجامع الصحیح للبخاری کی علماء ہند نے بھی خدمت کی اور بہت سے حواشی اور شروح ترتیب دیئے۔ بعض شروح کا ذکر نزهۃ الخواطر اور الثقافۃ الاسلامیہ میں علامہ سید عبدالحی الحسنی نے کیا ہے مثلاً" آزاد بلگرامی کی شرح ضوء الدراری (۱۹)۔ شارح کا نام سید غلام علی الحسینی (المتوفی ۱۱۹۴ھ یا ۱۲۰۰ھ) اور تیسیر القاری (۲۰) شرح بخاری للشیخ عبدالحق بن سیف الدین الدہلوی البخاری۔ ثقافۃ الہند اور ابجد العلوم میں اس کا تذکرہ ملتا ہے جو کہ فارسی میں

۱۰۔ فتح الباری ۱/۳۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور نواب محمود علی ریاست ٹونک کے اہتمام سے ۱۲۹۸ھ کو طبع ہوئی۔ اس کے حاشیہ پر شیخ محب اللہ البخاری دہلوی کی شرح بخاری (۲۱) ہے۔ موصوف شیخ نور اللہ بن شیخ نور الحق بن شیخ عبدالحق کے فرزند ہیں اور شروح بخاری میں شرح السید عبدالاول جونپوری (۲۲) بھی ہے جس کا نام بھی "فیض الباری" ہے۔ صاحب الثقافۃ الاسلامیہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور سید عبدالحی الحسنی نے بھی نزھۃ الخواطر میں "احد کبار الفقہاء الحنفیہ" لکھا ہے اور وفات ۹۶۸ھ بتائی ہے۔ شرح شیخ نورالدین بن محمد صاحب الگجراتی بنام نورالقاری (۲۳) اور علی قاری نے "اعراب القاری علی اول باب البخاری" (۲۴) تالیف فرمائی ہے۔

مولانا الحافظ احمد علی سہارنپوری جو کہ سہارنپور میں مدرسہ مظاہر العلوم کے بانی ہیں انہوں نے صحیح بخاری پر ایک مبسوط (۲۵) حاشیہ لکھا اور شروع میں ایک مقدمہ بھی ترتیب دیا۔ مولانا سہارنپوری' شاہ محمد اسحاق دہلوی المہاجر کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے اس حاشیہ کے ساتھ صحیح بخاری مطبع احمدیہ دہلی سے شائع کرنا شروع کی جو ۲۵ پاروں تک ہے' اس کے بعد ۵ پاروں پر مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے حواشی (۲۶) ہیں۔ مولانا احمد علی ۱۲۹۷ھ کو ۷۲ سال کی عمر پا کر فوت ہوئے جبکہ مولانا محمد قاسم نانوتوی چند روز پہلے فوت ہو چکے تھے۔ مولانا نانوتوی اس زمانہ میں مطبع احمدیہ میں تصحیح کتب کیلئے ملازم تھے۔ یہ مطبع ۱۸۵۷ھ کے انقلاب کے بعد میرٹھ میں منتقل ہو گیا اور وہاں بھی موسس مطبع کی تصحیح سے بعض کتب شائع ہوئیں۔ دہلی میں صحیح بخاری کی طباعت ۱۲۶۴ھ کو شروع ہوئی اور ۱۲۷۰ھ میں مکمل ہوئی پھر ۱۲۸۱ھ کو مطبع احمدیہ میرٹھ میں شائع ہوئی۔

سید عبدالحی الحسینی نے ثقافت اسلامیہ میں بعض دیگر شروح ہندی کا بھی ذکر کیا ہے۔ جن میں غایۃ التوضیح (۲۷) شرح بخاری' شیخ محمد یعقوب بن الحسن الصرفی الکشمیری المتوفی ۱۰۰۳ھ و شرح (۲۸) الشیخ عثمان بن عیسیٰ بن ابراھیم السندی برھانپوری و شرح (۲۹) الشیخ طاہر بن یوسف السندی برھانپوری و شرح (۳۰) الشیخ ابو یوسف یعقوب البیانی اللاھوری المتوفی ۱۰۹۸ھ المسمی "بخیر الجاری" و شرح الشیخ محمد اعظم (۳۱) بن سیف الدین سرہندی (المتوفی ۱۱۱۳ھ) جس کا نام فیض الباری ہے۔

شروح بخاری میں حضرت النواب صدیق حسن خاں کی شرح المسمی بعون الباری (۳۲) ہے جو کہ شیخ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن زین الدین الشرجی الزبیدی المتوفی ۸۹۳ھ کی تجرید بخاری پر جس کا پورا نام التجرید الصریح لاحادیث الجامع الصحیح ہے۔ جیسا کہ نواب صاحب نے مقدمہ میں تصریح کی ہے۔ اس تجرید کی بعض دیگر علماء نے بھی شروح لکھی ہیں اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت النواب نے اردو میں شرح ثلاثیات بخاری (۳۳) بھی لکھی ہے جس کا نام "غنیتہ القاری" ہے اور فیض الباری (۳۴) شرح بخاری شیخ جعفر بن محمد الحسینی کی ہے اور اغاثۃ القاری (۳۵) شرح ثلاثیات البخاری للشیخ یحییٰ بن امین العباسی الالہ آبادی نے تحریر کی ہے اور نظم اللآلی شرح ثلاثیات البخاری (۳۶) للشیخ عبدالباسط بن رستم علی قنوجی کی ہے اور تعلیق الملاعلی القاری شرح ثلاثیات البخاری (۳۷) المتوفی ۱۰۱۴ھ اور مولانا عبدالعزیز کیمل پوری نے نبراس الساری باطراف البخاری (۳۸) ترتیب دی۔

علاوہ ازیں علمائے دیو بند کی تقاریر ہیں جو ان کے تلامذہ نے قلم بند کی ہیں۔ جن میں مولانا محمد حسن المکی اور مولانا محمد یحییٰ الکاندلوی ۱۳۳۴ھ اور مولانا محمد زکریا سہارنپوری شامل ہیں۔

حواشی صحیح بخاری میں حضرت میاںصاحب السید نذیر حسین دہلوی کے حواشی ہیں (۳۹) جو قلمی ہیں۔ اور نسخہ عتیقہ (حضرت میاںصاحب) پر مرقوم ہیں۔ یہ نسخہ نہایت قیمتی تھا جو مولانا احمد علی سہارنپوری نے بھی حواشی بخاری کے ضمن میں عاریتہ" لیا تھا۔ تاہم راقم الحروف کو اس کے متعلق کچھ علم نہیں۔ مولانا عبدالسلام نے اس نسخہ کا نام "حل صحیح بخاری" رکھا ہے۔

اور انور شاہ کی فیض الباری (۴۰) تو متد اول اور دروس میں اساتذہ کے زیر مطالعہ آتی رہتی ہے۔ علامہ قسطلانی نے "ارشاد الساری" (۴۱) کے نام سے شرح صحیح بخاری لکھی ہے۔ جو مطبوع اور متد اول ہے۔ اس کے متن کا نسخہ یونینی کا اصح ترین نسخہ ہے۔ علامہ قسطلانی نے اپنی شرح کا مقدمہ لکھا ہے جس میں نسخہ یونینی کی تصحیح و ترتیب کا ذکر کیا ہے اور راقم الحروف نے بخاری کے نسخوں کے سلسلہ میں اختصار سے سمو دیا ہے۔

علامہ قسطلانی کی ولادت ۸۵۱ھ اور وفات ۹۲۳ھ ہے۔ انکی دیگر تالیفات بھی معروف ہیں۔ ان کے حالات البدر الطالع (۱/۱۰۲) الضوء اللامع (۲/۱۰۳) اور النور السافر (ص ۱۱۳) میں مذکور ہیں۔ حافظ ابن حجر، علامہ عینی، کرمانی اور قسطلانی رحمھم اللہ کی شروح بخاری ایسی ہیں جن سے بعد کے شارحین نے خوب استفادہ کیا ہے۔

اعراب مشکلہ صحیح بخاری کے حل کیلئے شواہد التوضیح والتصحیح لمشکلات الجامع الصحیح (۴۲) ملاحظہ کریں جس کے مصنف کا نام ابن مالک نحوی صاحب الالفیہ فی النحو (المتوفی ۶۷۲ھ) ہے جو کہ نہایت مفید کتاب ہے۔

ابو الحسن علی بن ناصر الدین محمد بن محمد بن محمد المالکی نے معونۃ القاری (۴۳) اور صیانۃ القاری (۴۴) کے نام سے صحیح بخاری کی دو شروح لکھی ہیں۔ جب شرح الیونینی کی تصحیح

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجامع اور اصول صحیحہ پر مقابلہ کے وقت ابن مالک نے اپنی یہ کتاب ترتیب دی جیسا کہ مقدمہ سے ظاہر ہے

نواب وحید الزمان حیدر آبادی المخاطب بہ نواب وقار نواب جنگ بہادر نے بھی حدیث کی خدمت کی ہے (۴۵) جو نہایت مفید اور گراں بہا ہے۔ صحیح بخاری کا اردو ترجمہ مطلب خیز ہے اور تشریحات بھی ہیں مقدمہ میں نواب صاحب نے اپنا سلسلہ سندوس طرق سے امام بخاری تک پہنچایا ہے۔

شیخ ابو الحسن سندی نے بھی صحاح ستہ پر مفید تعلیقات لکھی ہیں۔ جو نہایت مفید ہیں ان میں صحیح بخاری پر بھی ایک مختصر حاشیہ (۴۶) ہے جو بہت اہم ہے۔

صحیحین کے اطراف پر بہت سے علماء نے توجہ دی ہے اور اطراف ستہ کے علاوہ مستقل طور پر بھی اطراف جمع کئے گئے ہیں۔ الشیخ الحافظ ابو مسعود ابراہیم بن محمد بن عبید اللہ الدمشقی (المتوفی ۴۰۰ھ) اور ابو محمد خلف بن محمد بن حمدون الواسطی المتوفی ۴۰۱ھ دونوں نے صحیحین کے اطراف جمع کئے ہیں۔ حافظ ابن عساکر الدمشقی (۵۷۱ھ) نے "الاشراف علی معرفۃ الاطراف" میں دونوں کا ذکر کیا ہے اور ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصفہانی المتوفی ۵۱۷ھ نے بھی اطراف جمع کئے اور حافظ ابن حجر کی "النکت الظراف" نہایت عمدہ فوائد پر مشتمل ہے جو کہ علامہ عبد الصمد الکتبی نے تحفۃ الاشراف للمزی کے ذیل میں ضم کر دی ہے۔ حافظ مزی المتوفی ۷۴۲ھ کے اطراف کا ذہبیؒ نے اختصار لکھا ہے۔

علامہ بدرالدین زرکشی (۷۹۴ھ) کی "التنقیح فی حل مشکلات الصحیح" نہایت مفید (۴۷) ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس سے استفادہ کیا ہے اور قسطلانی نے شروح میں اس کا ذکر کیا ہے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ آپ نے صحیح بخاری کی شرح شروع کی پھر اسے درمیان میں ہی چھوڑ دیا۔ بعد ازاں اس سے ایک جلد میں "تنقیح" کی تلخیص کی۔ (الدرر ج ۳ ص ۳۵۱)

زرکشی کی اس تنقیح پر ابن حجرؒ نے "النکت" جمع کئے ہیں۔ علامہ قسطلانی لکھتے ہیں کہ حافظ ابن حجر کے اس پر نکات ہیں لیکن یہ پایہ تکمیل نہ پہنچ پائے۔

اور علامہ سیوطی نے بھی تنقیح زرکشی کی طرز پر مختصر تعلیق لکھی ہے (۴۸) جس کا نام "التوشیح علی الجامع الصحیح" ہے۔ علامہ سیوطیؒ خود بھی مقدمہ میں لکھتے ہیں امیر المومنین کی صحیح پر یہ تعلیق باسم "توشیح" ہے اور یہ امام بدرالدین زرکشی کی "تنقیح" کی طرز پر ہے اور اس میں فوائد سے کچھ اضافے ہیں۔

علامہ سیوطی نے اسی طرز پر صحاح ستہ پر حواشی لکھے ہیں۔ شرح مسلم پر حاشیہ کا نام الدیباج اور ابو داؤد پر مرقات الصعود الی سنن ابی داؤد اور ترمذی پر "قوت المغتذی علی جامع

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الترمذی" اور نسائی پر "زہر الربی علی المجتبیٰ" للنسائی اور ابن ماجہ پر بھی شرح لکھی ہے جس کا نام "مصباح الزجاجہ علی سنن ابن ماجہ" رکھا ہے۔ مگر ان تعلیقات میں سے صرف زہر الربی ہی مطبوع ہے جو طبع ہندی اور مصری دونوں پر ہے۔ پھر علامہ سید علی بن سلیمان المغربی المالکی نے تمام تعلیقات ستہ کو مستقل رسائل کی شکل دیکر شائع کر دیا ہے اور ہر رسالہ کا نام سیوطی کے حواشی کیطرف اضافت کے ساتھ رکھ دیا ہے۔

(۱) روح التوشیح (۲) وشی الدیباج (۳) درجات مرقاۃ الصعود

(۴) نفع قوت المغتذی (۵) عرف زہر الربی (۶) نور مصباح الزجاجہ

ہمارے بعض علماء ان حواشی کو مختصر رسائل سے اخذ کر کے اسے سیوطی کیطرف نسبت کر دیتے ہیں جو مبنی بر مسامحت ہے۔

عبداللہ بن سعد بن ابی جمرہ الازدی (المتوفی ۶۷۵ھ) نے الجامع الصحیح سے تقریباً تین صد احادیث مختصر کر کے جمع کیں اور اس کا نام "جمع النہایہ فی بدء الخیر و الغایہ" رکھا پھر "بہجۃ النفوس" کے نام سے اس کی شرح لکھی۔ کتب خانہ ولی الدین سلطان بایزید جامع شریفی واقعہ قسطنطنیہ میں اس کا نسخہ موجود ہے اور ابن الحاج نے المدخل میں اس سے مواد لیا ہے لیکن نقل مذہب میں یہ دونوں معتمد نہیں ہیں۔

علاوہ ازیں صحیح بخاری کی مختصرات بھی لکھی گئی ہیں جن میں بہترین مختصر علامہ شرجی الزبیدی کا ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔

علامہ ابوالحسن نور الدین محمد بن عبدالهادی السندی الکبیر الحنفی نزیل المدینہ المنورہ سندھ کے قصبہ تتہ میں پیدا ہوئے اور تحصیل علم کے بعد المدینہ المنورہ میں سکونت اختیار کر لی اور ابراہیم الکورانی وغیرہ سے اخذ علوم میں مشغول رہے۔ کتب ستہ پر ان کے حواشی مشہور ہیں مگر ترمذی پر حاشیہ غیر مکمل ہے اور مسند احمد پر بھی حاشیہ لکھا ہے دیگر اصول اور فقہ میں کتابوں کے مولف ہیں۔ ۱۱۳۸ھ کو المدینہ المنورہ میں وفات پائی۔ دوسرے ابوالحسن السندی الصغیر ہیں جن کا نام محمد صادق ہے جو کہ شیخ محمد حیات السندی کے تلمیذ ہیں۔ موصوف نے جامع الاصول کی شرح لکھی ہے [۱]۔ اور حافظ دراز پشاوری نے (ملا حسن صدیقی پنجابی) منح الباری کے نام سے بخاری کی شرح لکھی ہے۔

---

[۱] سلک الدرر مرادی ۶۶/۴، عجائب الاثار فی التراجم و الاخبار ج نمبر۱ ص۸۵، فہرس الفہارس ج۱ ص۱۰۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ